Open Access
Al-Marjān Research Journal
ISSN(E): 3006-0370
ISSN(P): 3006-0362
al-marjan.com.pk

Terrorism in Pakistan: Definition, Causes, Prevention, and the Role of Religious Journalism

پاکستان میں دہشت گردی: مفہوم، اسباب، سدباب اور دینی صحافت کا کردار

Authors Details

1. Dr Muhammad Manzar Ehsan (Corresponding Author)
Assistant Professor, Department ofIslamic studies, The University of Lahore (UOL), Lahore, Pakistan. Manzer.ahsan@tech.uol.edu.pk

2. Dr. Hafiz Muhammad Afzal
Lecturer, Islamic Studies, LGS Group of Colleges, Lahore, Pakistan.

3. Hafiz Muhammad Rafiq
PhD Scholar, Department of Islamic Studies, Green International University, Lahore, Pakistan.

Citation

Ehsan, Dr Muhammad Manzar, Dr. Hafiz Muhammad Afzal and Hafiz Muhammad Rafiq"Terrorism in Pakistan: Definition, Causes, Prevention, and the Role of Religious Journalism."Al-Marjān Research Journal, 3,no.1, Jan-Mar (2025): 263–278.

Submission Timeline

Received: Dec 14, 2024
Revised: Dec 29, 2024
Accepted: Jan 07 , 2025
Published Online: Jan 15, 2025

Article QR

Publication, Copyright & Licensing

Al-Marjān Research Center, Lahore, Pakistan.

All Rights Reserved © 2023.

This article is open access and is distributed under the terms of Creative Commons Attribution 4.0 International License

Terrorism in Pakistan: Definition, Causes, Prevention, and the Role of Religious Journalism

پاکستان میں دہشت گردی: مفہوم، اسباب، سدباب اور دینی صحافت کا کردار

☆ڈاکٹر محمد منظر احسان　☆ ڈاکٹر حافظ محمد افضال　☆ حافظ محمد رفیق

Abstract

Terrorism is a persistent global issue that has affected nations worldwide, intensifying in the 21st century. Pakistan, in particular, has faced severe challenges due to terrorism, especially in the aftermath of the September 11, 2001 attacks in the United States. The consequences of terrorism are devastating, resulting in loss of life, economic setbacks, and international reputational damage. Understanding terrorism requires a comprehensive analysis of its definition, causes, and potential solutions. Islam, as a religion of peace, strongly condemns terrorism, considering the unjust killing of a single human being equivalent to the murder of all humanity .In Pakistan, state institutions, security forces, and the general public have played a crucial role in countering terrorism. However, an often-overlooked yet significant force in this battle is religious journalism. Religious publications and media platforms have actively worked to promote interfaith harmony, denounce terrorism, and counter extremist ideologies. Through editorials, articles, and scholarly discussions, religious journalism has shaped public opinion and strengthened national unity against terrorism .This study explores the concept of terrorism, its root causes, Islamic perspectives on its prohibition, and the efforts made to prevent it. Furthermore, it highlights the impact of religious journalism in promoting peace and sectarian harmony in Pakistan. The role of religious media in raising awareness and combating extremist narratives is essential for establishing long-term peace and stability in the country.

Keywords: Terrorism, Pakistan, Islam, Religious Journalism, Sectarian Harmony

تعارف موضوع

دہشت گردی ایک عالمی مسئلہ ہے جو گزشتہ کئی دہائیوں سے دنیا کو متاثر کر رہا ہے۔ اکیسویں صدی میں اس کی شدت میں مزید اضافہ ہوا ہے، اور خاص طور پر پاکستان جیسے ممالک اس کے نشانے پر ہیں۔ 11 ستمبر 2001 کے امریکہ پر حملوں کے بعد پاکستان میں دہشت گردی کے واقعات میں تیزی آئی، جس سے نہ صرف جانی و مالی نقصان ہوا بلکہ عالمی سطح پر پاکستان کی ساکھ کو بھی نقصان پہنچا۔ دہشت گردی کو سمجھنے کے لیے اس کے مفہوم، اسباب اور سدباب کا جائزہ لینا ضروری ہے۔ اسلام ایک امن پسند مذہب ہے جو کسی بھی بے گناہ انسان کے قتل کو پوری انسانیت کے قتل

☆ اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اسلامیات، یونیورسٹی آف لاہور (UOL)، لاہور، پاکستان۔
☆ لیکچرر، اسلامیات، ایل جی ایس گروپ آف کالجز، لاہور، پاکستان۔
☆ پی ایچ ڈی اسکالر، شعبہ علوم اسلامی، گرین انٹرنیشنل یونیورسٹی، لاہور، پاکستان۔۔

کے مترادف قرار دیتا ہے۔ پاکستان میں دہشت گردی کے خاتمے کے لیے مختلف ریاستی ادارے، سیکیورٹی فورسز اور عوامی سطح پر اقدامات کیے گئے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ دینی صحافت نے بھی ایک اہم کردار ادا کیا ہے، جس کے ذریعے فرقہ وارانہ ہم آہنگی کو فروغ دیا گیا اور شدت پسندی کے بیانیے کا سدباب کیا گیا۔ یہ تحقیق دہشت گردی کے مفہوم، اسباب اور اس کے خلاف اسلامی تعلیمات پر روشنی ڈالتی ہے، نیز اس میں دینی صحافت کے کردار کا بھی جائزہ لیا گیا ہے کہ کس طرح دینی صحافت نے دہشت گردی کے خلاف رائے عامہ ہموار کرنے اور معاشرے میں امن و استحکام پیدا کرنے میں مدد فراہم کی ہے۔

مبحث اول: دہشت گردی کی لغوی و اصطلاحی توضیح

1. دہشت گردی کی لغوی توضیح

مختلف لغات میں دہشت گردی کے معانی درج ہوئے ہیں:

* دہشت کا لفظ دہش سے نکلا ہے۔ دہش، یدہش، دہشاً۔ القاموس العصری میں دہشت کا معنی یوں بیان ہوا ہے۔ ارھاب، تخواف۔[1]
* فرہنگ عامرہ میں دہشت کا معنی یوں بیان ہوا ہے۔ حیرت، سراسیمگی۔[2]
* مجموعہ لغات عربی میں دہشت کا معنی اس طرح بیان ہوا ہے۔ حیران ہونا، جس سے عقل جاتی رہی ہو، حیران و پریشان۔[3]
* جامع اللغات میں دہشت کا معنی اس طرح بیان ہوا ہے۔ دہشت، ڈر، خوف، ہیبت، ہول، باک، دہشت انگیز، ڈراہوا، سہاہوا، خوف زدہ، دہشت زدہ، دہشت ناک، خوف ناک، ہیبت ناک، جس سے ڈر لگے۔[4]
* دہشت گردی کا لفظ انگریزی لفظ ''Terrorism'' کا ترجمہ ہے۔ انگریزی لغت کی کتابوں میں ''Terror'' کے بارے میں جو وضاحت ملتی ہے وہ کچھ اس طرح ہے۔

  "Intense fear, a person or thing causing intense fear, the quality of causing such fear terribleness".[5]

2. دہشت گردی کی اصطلاحی تفہیم

دہشت گردی کی اصطلاح ہمارے عہد میں اتنی کثرت سے استعمال ہوتی ہے اور اتنے متنوع مفاہیم میں استعمال ہو رہی ہے کہ اس کی کوئی مستند تعریف نہیں کی جاسکتی تاہم جن مفاہیم میں کثرت سے استعمال کی جارہی ہے۔ ان میں سے چند ایک کی طرف ہم اشارہ کریں گے۔ عام طور پر کہا جاتا ہے کہ سیاسی مقاصد کے حصول کے لیے طاقت کا استعمال دہشت گردی ہے اسی طرح ریاست کا محض شبہ کی بنا پر کسی غیر جانبدارانہ عدالتی طریقہ کے بغیر اور جرم ثابت کیے بغیر سزا دینا بھی دہشت گردی قرار پائے گا۔ مغرب چونکہ دہشت گردی میں ملوث رہا ہے اور اس وقت اسے بعض مقاصد کے حصول کے لیے استعمال کر رہا ہے اس لیے ان کے ہاں اس کی وضاحت پائی جاتی ہے۔

---

[1] Al-Ẓūn, Ilyās, *Al-Qāmūs al-ʿAṣrī*, vol. 6 (Cairo: Al-Maktabah Al-ʿAṣrīyah, 1962), p. 303.

[2] Khushbagī, Muḥammad ʿAbdullāh Khān, *Farhang Āmirah* (Karachi: Times Press, 1957), p. 277.

[3] Majmūʿah Lughāt ʿArabīyah, vol. 2 (Allahabad: Maṭbaʿ Nūr al-Abṣār, 1877), p. 324.

[4] Khwājah, ʿAbd al-Ḥamīd, *Jāmiʿ al-Lughāt*, vol. 3 (Lahore: Malik Dīn & Sons, 1962), p. 99.

[5] Webster's New World Dictionary of American English, 3rd ed. (New York: Webster's, n.d.), p. 1382.

Oxford concise dictionary of politics نے اسے زیادہ بہتر انداز میں بیان کرنے کی کوشش کی ہے۔

"حکومتوں یا اہل علم تجزیہ نگاروں کے ہاں اس کی کوئی متفق علیہ تعریف نہیں ہے بالعموم جانی نقصان پہنچانے والی سرگرمیوں کو بیان کرنے کے لیے یہ بلا استثناء برے مفہوم میں استعمال کی جاتی ہے جو خود ساختہ نیم سرکاری گروہ سیاسی مقاصد کی طرف انجام دیتے ہیں۔ بعض اوقات دہشت گردی نیم سرکاری اداروں کی بجائے حکومتوں کے لیے بھی برے مفہوم میں استعمال کی جاتی ہے۔"[6]

بہت سے لوگ اس کی تعریف میں انفرادی یا غیر سرکاری تنظیموں کی کاروائی کو ہی دہشت گردی قرار دیتے ہیں۔ لیکن ان کی یہ بات یک طرفہ ہوتی ہے کیونکہ ایسا تو حکومتیں کرتی ہیں یا پھر ان کے تنخواہ دار لوگ کرتے ہیں۔ بے شمار ایسے لکھنے والے ہوتے ہیں جو کسی نہ کسی حکومت یا قوت کا نقطہ نظر پیش کر رہے ہوتے ہیں یا اس کے حق میں دلائل دے رہے ہوتے ہیں۔

امریکہ دانشور نوم چومسکی کی بات غالباً غیر جانبدارانہ ہے وہ کہتا ہے۔

"دہشت گردی تشدد یا تشدد کی دھمکی کا ناپا تلا استعمال ہے جو دباؤ ڈال کر اور جبر و خوف پیدا کر کے سیاسی، مذہبی یا نظریاتی نوعیت کے اہداف حاصل کرنے کے لیے کیا جائے۔"[7]

مبحث دوم: دہشت گردی کے اسباب

دہشت گردی ایک اخلاقی اور انسانی جرم ہے۔ لیکن ہر جرم کی طرح اس کا مقابلہ، جرم کے اسباب اور تائیدی عوامل کے تعین اور تجزیے کے ممکن نہیں۔ 11 ستمبر 2001ء کے دل دہلا دینے والے واقعے نے امریکہ قیادت کی آنکھیں نہیں کھولی۔ اور اس نے حالات کا معروضی جائزہ اور حقیقت پسندانہ رد عمل کی جگہ جذباتی اور ہیجانی انداز میں اس انسانی تباہی کو بھی اپنے سیاسی اور معاشی مقاصد اور مفادات کے حصول کے لیے بے دردی سے استعمال کیا۔ جو کہ 11 ستمبر 2001ء کے حادثے کی تباہ کاری سے بھی بڑی تباہی کا باعث ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ مسئلے کی اصل نوعیت کو سمجھا جائے اور کم از کم ان تمام انسانوں کو بیدار کرنے کی کوشش کی جائے۔ جنہیں حق و انصاف اور فلاح و سلامتی عزیز ہے۔ وہ اسباب جن کی وجہ سے انسانی زندگی معاشی اور معاشرتی لحاظ سے اضطراب کا شکار ہے مندرجہ ذیل ہیں۔

1۔ معاشی ناہمواریاں

دورِ جدید میں معاشی ناہمواریوں کی وجہ سے محروم طبقات کے اندر اضطراب ہے۔ پرانے دور میں مال دار اور محروم طبقات اپنی مادی خواہشات کو محدود رکھتے۔ چنانچہ ہر طبقے کے لیے خوشیوں کے مواقع موجود ہوتے لیکن دور جدید میں لوگوں کی خواہشات اور تمنائیں بہت بڑھ گئی ہیں۔ اور معاشی عدم توازن کی وجہ سے امراء اور غرباء کے درمیان نفرت پیدا ہو گئی ہے۔ جس طرح ایک درندہ شکار کر کے پیٹ بھر لیتا ہے۔ اور پھر آرام کرتا ہے انسان اس طرح نہیں کرتا بلکہ جب ایک معاشی طور محروم انسان انتقام پر آتا ہے تو سب کچھ تباہ کرنے پر بھی تشفی نہیں پاتا بلکہ وہ اس وقت تک اطمینان نہیں پاتا جب تک خودکش بم کے ساتھ پارہ پارہ نہیں کر لیتا۔ لہٰذا اگر ہم نے دنیا میں تشدد ختم کرنا ہے تو اس کے لیے ضروری ہے کہ دولت کو منصفانہ طور پر تقسیم کیا جائے، محروم طبقات کی بنیادی ضروریات کو پورا کیا جائے۔ نیز امراء طبقے اپنی امارت کے

---

[6] Oxford Concise Dictionary of Politics, (Oxford: Oxford University Press, 1994), p. 492.

[7] Ḥaqānī, Irshād Aḥmad, "Kiyā Nūm Chomskī Insān se Māyūs Ho Rahā Hai?" *Roznāmah Jang* (Lahore), November 8, 2001.

اظہار محدود کریں۔ اگر وہ عیش پرستی سے باز نہیں آسکتے تو کم از کم اسے خفیہ رکھیں۔ ہوٹلوں، مکانوں، سواریوں، محلوں، سکولوں اور ہسپتالوں میں فرق کو ختم کریں اور معاشرے سے ان تمام مظاہر کو دور کریں جن کی وجہ سے محروم طبقات کی دنیا میں ایک ہیجان اور طلاطم برپا ہو جاتا ہے۔

2۔ سیاسی مظالم

سیاسی طور پر طاقت ور ملک کمزور ملکوں کے حقوق غصب کر لیتے ہیں جس کے نتیجے میں کمزور دہشت گردی کو اپنا حق حاصل کرنے کے لیے ہتھیار کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔ فلپائن کے صدر کے ایک مشیر "Jose T-AL mort" نے انٹرنیشنل ہیرالڈ ٹریبون کے جولائی 2002ء کے آخری ہفتے کے ایک شمارے میں سیاسی مظالم اور دہشت گردی کے حوالے سے مندرجہ ذیل بات تحریر کی ہے۔

"دہشت گردی کو جڑ سے اکھاڑنے کے لیے ناگزیر طور پر سفارتی، سیاسی، معاشی، مالیاتی اور ثقافتی اقدامات بشمول پولیس اور فوجی اقدام کے کرنا ہوں گے۔ ترقی پذیر دنیا کے بیشتر حصوں میں سیکولر ریاست اپنی سیاسی آزادی، معاشی خوشحالی اور عدل و انصاف کے وعدوں کو پورا نہیں کر سکتی۔ یہ بات درست ہے لیکن "Jose T-Al mort" نے آدھی بات کہی ہے۔ سیکولرازم کی ناکامی اور سماجی انصاف سے محرومی کے ساتھ سیاسی غلامی اور غیر ملکی قبضے بھی ایک اہم سبب ہیں۔ فلسطین، کشمیر اور متعدد مقامات پر سیاسی غلامی، استبداد اور دنیا کے مختلف علاقوں میں امریکی فوجی تسلط اور مداخلت بھی نفرت اور انتقام کی آگ کو ہوا دے رہے ہیں۔" [8]

ہنری کسنجر نے اپنے ایک مضمون میں مندرجہ ذیل الفاظ نقل کیے ہیں۔

> "یہ اس کے بغیر ممکن نہیں تھا کہ ان ممالک کی خاموش حمایت کا تعاون حاصل ہوتا جو جارج ڈبلیو بش کے الفاظ میں دہشت گردی کی مخالفت کرتے ہیں لیکن اس نفرت کو انگیز کرتے ہیں جو دہشت گردی کرتی ہے۔" [9]

کشمیر پر بھارت کا غاصبانہ قبضہ، فلسطین میں اسرائیل کی ناجائز طور پر قائم ریاست، افغانستان پر امریکہ کا بلاجواز تسلط اور عراق میں امریکہ اور اس کے اتحادیوں کی موجودہ حکومت سیاسی مظالم کی بدترین مثالیں ہیں۔

3۔ اتحاد بین المسلمین کا فقدان

تاریخ گواہ ہے کہ بدر کے مقام پر رسول اکرم ﷺ کی سرکردگی میں 313 افراد کی ایک متحد جماعت نے 1 ہزار افراد کے جتھے کو شکست دی۔ نبی اکرم ﷺ کے بعد خلفاء راشدین کے دور میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت سے پہلے تک چار دانگ عالم مسلمانوں کی فتوحات کا چرچہ رہا۔ یہاں تک کہ شیطانی طاقتوں نے اس مثالی اتحاد کو پارہ پارہ کرنے میں کامیابی حاصل کی اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کر دیا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں آگاہ کیا کہ "یاد رکھو! بخدا اگر تم نے مجھے قتل کر دیا تو تاقیامت نہ ایک ساتھ نماز پڑھو گے اور نہ ایک ساتھ جہاد کرو گے۔" اس کے بعد مسلمان آج تک کسی محاذ پر اکٹھے نہیں ہو سکے اس وقت مسلمانوں کی آبادی 1 ارب 20 کروڑ سے زیادہ ہے۔ اور وہ 57 آزاد ریاستوں کے مالک ہیں لیکن اس کے باوجود اتحاد کے فقدان کا یہ عالم ہے کہ امریکہ جب چاہتا ہے تن تنہا کسی ملک پر حملہ کر دیتا ہے۔ اور

---

[8] Saḥrī, Inʿām al-Ḥaq Saḥrī, *Dehshatgardī: Aik Mukammal Mutālaʿah* (Lahore: Sang-e-Meel Publications, 1994), p. 44.

[9] Khurshīd Aḥmad, "11 Ṣepṯambar kī Sitam Kāriyān," *Tarjumān al-Qurʾān* (Lahore), no. 9 (September 2002): p. 27. (Lahore: Maktabah Karwān, 1992).

دوسرے مسلم ممالک اس کو روکنے کی بجائے اس کا ساتھ دینے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔ طالباں حکومت کے خاتمے میں ہمسایہ مسلم ممالک بالخصوص پاکستان نے اہم کردار ادا کیا۔ قاضی کاشف نیاز "مسلمانوں کے موجودہ الم ناک کا بنیادی سبب" کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں۔

"مسلمانوں کے باہمی اختلافات بھی ان پر دہشت گردی کی راہ ہموار کرتے ہیں۔ کافروں میں باہمی اختلاف جتنا بھی زیادہ ہو جب وہ مسلمانوں کے مقابلے پر آتے ہیں تو سب کافر تمام اختلافات بھلا کر مسلمانوں کے اس دشمن ملک کی پُشت پر آموجود ہوتے ہیں۔ جبکہ مسلمان ایسے موقعوں پر اپنے مسلمان ملک کو تنہا چھوڑ دیتے ہیں جس سے وہ مسلمان ملک کافروں کی دہشت کا نشانہ بن جاتا ہے۔[10]

4۔ سائنسی اور عسکری ترقی میں کمی

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔

وَأَعِدُّوا لَهُم مَّا اسْتَطَعْتُم مِّن قُوَّةٍ وَمِن رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُونَ بِهِ عَدُوَّ اللَّهِ وَعَدُوَّكُمْ وَآخَرِينَ مِن دُونِهِمْ لَا تَعْلَمُونَهُمُ اللَّهُ يَعْلَمُهُمْ ۚ وَمَا تُنفِقُوا مِن شَيْءٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ يُوَفَّ إِلَيْكُمْ وَأَنتُمْ لَا تُظْلَمُونَ۔[11]

اور جہاں تک ہو سکے (فوج کی جمعیت کے) زور سے اور گھوڑوں کے تیار رکھنے سے ان کے (مقابلے کے) لیے مستعد رہو کہ اس سے خدا کے دشمنوں اور تمہارے دشمنوں اور ان کے سوا اور لوگوں پر جن کو تم نہیں جانتے اور خدا جانتا ہے ہیبت بیٹھی رہی گی۔ اور تم جو کچھ راہ خدا میں خرچ کرو گے اس کا ثواب تم کو پورا پورا دیا جائے گا اور تمہارا ذرا نقصان نہیں کیا جائے گا۔

قرآن مسلمانوں کو مظاہر فطرت میں غور و فکر کی دعوت دیتا ہے۔ مسلمانوں نے قرون اولیٰ میں قرآنی آیات میں غور و خوض کرکے اور احکامات قرآنیہ پر عمل پیرا ہو کر دنیا میں عزت اور عظمت حاصل کی لیکن جب انہوں نے اس کو محض برکت کا ذریعہ سمجھ لیا اور احکامات الٰہی کی منشاء کو سمجھ کر اس پر عمل پیرا ہونا ترک کر دیا تو وہ پستی میں چلے گئے۔ ایک عام آدمی سے لے کر ہمارے حکمرانوں اور دانشور طبقوں تک ہر بندہ یہ سمجھتا ہے کہ ہم نے ابھی اتنی سائنسی، معاشی، اقتصادی اور عسکری ترقی نہیں کی۔ کہ آج کی دنیا کے طاقتور ترین ملک امریکہ یا ایسی کسی سامراجی طاقت سے پنجہ آزمائی کر سکتے اس لیے ہمیں سب سے پہلی ضرورت یہی ہے کہ ہم سائنسی اور معاشی میدان میں زبردست ترقی کریں۔ تب ہی ہم ایسی سامراجی قوتوں کی دہشت گردی کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔

5۔ احساس محرومی

دہشت گردی کا ایک اہم سبب بعض افراد یا دیگر گروہوں میں اس طرح کے احساس محرومی کا پیدا ہو جانا ہے جو انہیں دہشت گردی پر آمادہ کر دے۔ کیونکہ دہشت گردی اپنی بالادستی قائم رکھنے کے مقصد سے وجود میں آتی ہے۔ تاکہ کوئی اسے کبھی چیلنج نہ کر سکے۔ ریاستی دہشت گردی کے پیچھے بالعموم یہی سبب کار فرما ہوتا ہے۔

---

[10]Qāẕī Kāshif Niyāz, "Musalmānūn ke Maujūdah Alam-nāk Ḥālāt kā Bunyādī Sabab," *Majallah al-Daʿwah*, vol. 13, no. 3 (March 2002): p. 25.

[11]Al-Qurʾān, *Sūrah al-Anfāl*, 8:60.

6۔ ذرائع ابلاغ کا غلط استعمال

بیسویں صدی عیسوی میں سائنس اور ٹیکنالوجی میں بے انتہاء ترقی ہوئی ہے۔ انسان کو جس قدر سامان آسائش و تعیش آج میسر ہے پہلے کبھی نہ تھا۔ مذہبی عقیدہ کی کمزوری نے اہل مغرب کو بے راہ روی کے راستے پر ڈال دیا ہے۔ اور سائنس اس معاملے میں معاون ثابت ہو رہی ہے۔ مسلمانوں کے نظریاتی اساس کو کمزور پا کر یہود کا جن عالمی ذرائع ابلاغ پر کنٹرول ہے وہ مسلمانوں کو اخلاقی طور پر کمزور کر رہے ہیں۔ عریاں پروگرام، مذہبی جذبات کو اُبھارنے والے فحش لٹریچر اور اس کے ساتھ ساتھ دولت کی فراوانی اور ہتھیاروں کی بہتات دکھا کر مسلمان نوجوانوں کے ذہنوں کو پراگندہ کیا جارہا ہے۔ جس کے نتیجے میں معاشرے کی فضاء پر تشدد ہوتی جارہی ہے۔ ذراسی خوشی پر جنون آمیز جشن اور ذراسی ناکامی پر دلبرداشتہ ہو کر خودکشی یا دہشت گردی کا ارتکاب ان ہی عوامل کی وجہ سے ہے۔

7۔ فرقہ وارانہ عدم برداشت کا رویہ

دہشت گردی کے پیچھے جو عوامل کارفرماہیں ان میں سے ایک علماء کی مخالفت بھی ہے۔ یہودی قوم جو پوری دنیا پر اپنے وسائل کے ذریعے طے شدہ نظام کو امریکی نیو ورلڈ آرڈر کی صورت میں پوری دنیا میں نافذ کرنا چاہتا ہے۔ اور دنیا سے اسلام اور مسلمانوں کو نیست و نابود کرنا چاہتا ہے ان کے ان ارادوں کو علماء سمجھتے ہیں اور اس وقت یہی علماء دنیا کو ان کے ناپاک ارادوں سے آگاہ کر رہے ہیں اور ان کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ بن رہے ہیں۔ چونکہ یہ لوگ اس عمل کو نہ پسند کرتے ہیں اس لیے علماء کو سزا دینا چاہتے ہیں۔ یہ ہمارے ارادوں کے سامنے کیوں رکاوٹ بن رہے ہیں۔ اور ان مقاصد کو حاصل کرنے کے لیے علماء کے وجود کو ختم کرنے اور دینی مدارس کو نقصان کو پہنچانے کے لیے وہ این۔جی۔اوز اور انسانی حقوق کی تنظیموں کو استعمال کر رہے ہیں۔ یوں علماء کو ختم کرنے کی غرض سے بھی دہشت گردیاں ہوتی رہتی ہیں۔

مبحث سوم: دہشت گردی کا سدباب

ان اسباب کا جائزہ لینے سے پتہ چلتا ہے کہ دہشت گردی کمزور اقوام پر کی جاتی ہے اور طاقتور اپنے مقاصد حاصل کرنے کے لیے اسے استعمال کرتے ہیں۔

1۔ حکومت کو خوف زدہ کرنا

دہشت گرد تنظیم کسی ملک کی فوج سے ٹکر لینا چاہتی ہے یا وہاں کی فوج کو غیر ضروری سرگرمیوں میں مصروف رکھنا چاہتی ہے تو اسے اپنے اراکین کی تربیت بھی ان کی تعداد و تربیت نا ہونے کے برابر ہے۔ پس وہ ان حقائق کو سامنے رکھ کر اپنی کاروائیوں کی تفصیل مرتب کرتے ہیں اور حکومت کو خوف زدہ رکھنے میں کامیاب قرار پاتے ہیں۔

2۔ سرمایہ داروں کی بالادستی کو قائم رکھنا

دہشت گردی کا ایک مقصد سرمایہ داروں کی بالادستی بھی قائم رکھنا ہے۔ فرانسیسی انقلاب کے بعد سرمایہ دار طبقہ پوری دنیا میں نہ صرف معاشی طور پر بلکہ سیاسی طور پر بھی بالادست بن گیا۔ بیسویں صدی کے آغاز میں 1917ء کے سرخ انقلاب نے سرمایہ داروں کے مفادات کو زک پہنچائی جس کے بعد مغربی دنیا میں سرمایہ داروں کا حمایت یافتہ طبقہ اپنے آقاؤں کی خوشنودی کے لیے ہر وہ حربہ استعمال کرنے لگا جس سے ان کے آقاؤں کی بالادستی قائم رہے۔ پہلی صورت میں کچھ لوگوں نے یہ فیصلہ کیا کہ وہ اس انقلاب کا حصہ بن جائے ان لوگوں نے بظاہر انقلابیوں کا ساتھ دیا۔ تاہم درپردہ غیر محسوس طریقے سے یہاں بھی معاشی برتری اور کمتری کا تصور پیدا کر دیا۔ جس سے انقلاب کی روح ہی جاتی رہی۔ دوسری طرف ان لوگوں نے اعلانیہ طور پر انقلابیوں کے خلاف جنگ بپا کیے رکھی۔ جس میں معصوم لوگوں پر نظریہ کو تسلیم نہ کرنے کی پیدائش نے بے پناہ مظالم ڈھائے گئے۔

3۔ سیاسی آزادی کے حصول کی کوشش

اس وقت دنیا میں بہت سی اقوام سیاسی طور پر دوسری بالاتر اقوام کو دہشت گردی کا نشانہ بناتی ہیں۔ جذبہ آزادی کا پایا جانا ایک فطری عمل ہے۔ لٰہذا غلام اقوام کسی نہ کسی طریقہ سے اپنے آپ کو اپنی آزادی کی کوششوں کے لیے وقف کرتی ہیں۔ ان لوگوں کا پہلا طریقہ اگرچہ حصول آزادی کے لیے مذاکرات کی راہ اپنانا ہوتا ہے۔ تاہم حاکم کبھی کبھی اس بات کی اجازت پر رضامند نہیں ہوتے۔ کیونکہ قبضے میں آئے ہوئے علاقوں پر ان کا غلبہ اور اختیار ختم ہو جائے۔ اس وجہ سے ایک کش مکش کا آغاز ہو جاتا ہے۔ محکوم شروع دن سے ہی کم وسائل کا حامل ہوتا ہے۔ لہذا وہ واضح طور پر حاکم کی مخالفت کی استطاعت نہیں رکھتا۔ چنانچہ وہ خفیہ کاروائیاں شروع کر دیتا ہے۔ گوریلا جنگ اس سلسلے میں بہترین لائحہ عمل ہے۔

اس سلسلے میں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ مغربی سامریت مختلف حیلوں بہانوں سے اقوام عالم کو یہ باور کروالیتی ہیں۔ کہ ہر وہ ملک جو مغربی مفادات کے خلاف ہے۔ اس کا وجود مغرب کے لیے مستقل خطرہ ہے۔ چنانچہ ایسے حالات میں ناپسندیدہ ممالک کے آس پاس دہشت گردی کا گھیر اتنگ کر دیا جاتا ہے۔ مثلاً ویت نام میں گو امریکہ ایک چھوٹے اور کم وسائل والے ملک پر حملہ آور تھا۔ تاہم روس نے در پردہ ویت نام کی بھر پور حمایت کی اس کے جواب میں جب روسی افواج نے افغانستان پر چڑھائی کر دی تو امریکہ نے خود کو روسی اثر سے بچانے کے لیے مسلمان مجاہدین کو استعمال کیا۔ حدیث شریف میں ہے۔ کہ "الکفر ملتہ واحدۃ" یہی وجہ ہے کہ خواہ معاملہ کسی بھی فریق کا ہو مسلمانوں بہر طور اس میں شامل کر لیا جاتا ہے اور آپس کے اختلافات کے باوجود کفار مسلمانوں کے مقابلے میں متحد ہو کر انہیں نقصان پہنچاتے ہیں۔

4۔ خوف وہراس پھیلانا

دہشت گردوں کے مقاصد میں سے ایک یہ ہے کہ اپنے ہر فعل کے لیے مناسب تشہیر کا انتظام رکھتے ہیں۔ کیونکہ اگر ان کی کسی کاروائی کی خبر اگر نشر نہ ہوئی تو وہ فعل ضائع تصور ہوتا ہے۔ کیونکہ دہشت گردی کا مقصد معاشرہ میں خوف وہراس پھیلانا اور عمومی ابتری پیدا کرنا ہے۔ اگر پہلے سے کوئی ابتری موجود ہے تو اس کی رفتار تیز ہو جاتی ہے۔ نیز شہر کی بد دل ہو جاتے ہیں اور خوف وہراس کی وجہ سے ان کے دلوں میں حکومت کے خلاف نفرت پھیلنا شروع ہو جاتی ہے۔

5۔ پسندیدہ حکومت کا قیام

دہشت گردی کا ایک مقصد پسندیدہ حکومت کا ایک قیام بھی ہوتا ہے۔ وہ پسندیدہ حکومت کو اپنی مرضی کے مطابق کام کرنے پر مجبور کر سکتے ہیں اور ان کی کوشش ہوتی ہے۔ کہ ملک میں ان کے مرضی کی حکومت چلے چنانچہ وہ دہشت گردی کے ذریے لوگوں کو حکومت سے متنفر کرتے ہیں۔ حکومتی پالیسیوں پر نکتہ چینی کرتے ہیں اور حکومتی افراد کو یہ باور کروانے کی کوشش کرتے ہیں کہ انکی حکومت غلط راستوں پر چل رہی ہے۔ نیز دہشت گردی کی خبر پر لوگوں کی آراء کو متاثر کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس طرح لوگوں میں بد دلی پھیلتی ہے۔ حتی کہ حکومت ہتھیار پھینک دیتی ہے۔

6۔ ناپسندیدہ افراد کا خاتمہ

ناپسندیدہ افراد کا خاتمہ دہشتگردوں کا بڑا مقصد ہوتا ہے۔ اور وہ اس میں اپنی جان کی بازی بھی لگا دیتے ہیں۔ ناپسندیدہ افراد مذہبی طور پر بھی ہو سکتے ہیں اور حکومتی طور پر بھی جو حکومت کے ساتھ مل کر کام کر رہے ہوتے ہیں۔ جس طرح حکومتی اہل کار اور دفاع عامہ کے لوگ وغیرہ۔

7۔ رائے عامہ کو منظم کرنا

دہشت گردی کا ایک مقصد یہ بھی ہوتا ہے کہ وہ لوگوں کی رائے کو منظم کرتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ خدا کے بعد طاقت کا سرچشمہ بلاشبہ عوام ہوتے ہیں۔ لیکن اس طاقت اس نظام میں ہوتی ہے جس کے ذریعے حکومت ملک کو سنبھالتی ہے۔ اگر کسی ملک کے اس سسٹم میں خرابی ہوگی۔ تو دہشت گرد تنظیم اس قانونی نقص کو اچھال کر رائے عامہ کو متاثر کرنے کی کوشش کرتی رہے گی۔

8۔ نفسیاتی طور پر دباؤ ڈالنا

نفسیاتی طور پر دباؤ ڈالنا بھی دہشتگردوں کا ایک بڑا مقصد ہوتا ہے اور بعض مفکرین کے نزدیک یہی دہشت گردی کا مثبت پہلو ہے کیونکہ اس کے ذریعے خود مختاری ملتی ہے۔ "دہشت گردی کی سرگرمیاں بعض اوقات اطاعت اور فرمانبرداری بھی پیدا کرنے کے لیے جاری رکھی جاتی ہیں۔ ان کاروائیوں کو اس طرح پھیلایا جاتا ہے کہ حکومت وقت کی مخالف قوتوں کی طاقتوں کا اندازہ ہو جائے اور کبھی بھی تنظیم کے اندر دہشت گردی کی کاروائیاں کی جاتی ہیں۔ تاکہ ممبران پر تنظیم کا خوف برقرار رہے۔ ان کی ہمدردیاں تنظیم کے ساتھ رہے اور غداری کے بارے میں سوچ بھی نہ سکیں"۔

9۔ عامی نظام کا قیام

بڑے بیان پر کی جانے والی دہشت گردی کا مقصد عامی نظام کا قیام ہے۔ خلافت عثمانیہ کے خاتمہ کے بعد ترکی کے جس طرح سے حصے بخرے کئے گئے۔ اور قومیت کے نام پر اربوں اور ترکوں کی مخالفت کو جس طرح ہوا دی گئی۔ اس سے مسلمانوں کے اتحاد کو پارہ پارہ کیا گیا۔ اور اسلام پر براہ راست حملہ کیا گیا۔ اس کی گواہی اس دور کا لٹریچر دیتا ہے کہ کس طرح قوم پرستوں نے علی الاعلان اسلام سے اپنی لاتعلقی کا اظہار کیا۔ اور پوری مسلم دنیا میں لادینیت کی ایک لہر دوڑ گئی۔ ان تمام کاروائیوں کا مقصد ناجائز طریقہ سے ایک نئے عالمی نظام کے قیام کی راہ ہموار کرنا اور پوری دنیا پر اس کا جبر مسلط کرنا تھا۔ یہ ایک ایاد ہشتگردانہ عمل ہے۔ جس کو اب عامی سٹے پر ناجائز ٹھہرایا جارہا ہے۔

10۔ سخت قوانین کے خلاف رد عمل

دہشت گردی کا ایک مقصد سخت قوانین کے خلاف رد عمل ہے۔ دہشت گرد جب کسی ملک یا ریاست میں اپنی سفاکانہ کاروائیوں پر عمل پیرا ہوتے ہیں تو یہ امید کرتے ہیں۔ کہ برسر اقتدار حکومت ان سے چڑ کر رد عمل پر اتر آئے گی اور اپنے قوانین اور پالیسیاں سخت کر دے گی۔ یہ دہشت گردی کی پہلی کامیابی ہوتی ہے۔ کیونکہ ایک طرف تو حکومتی سختیاں عوام کے لیے پریشان کن ہوتی ہیں۔ اور دوسری طرف مخالفین کو حکومت کرنے کے مواقع میسر آجاتے ہیں۔[12]

مبحث چہارم: اسلام میں دہشت گردی کی ممانعت

دور حاضر کی دہشت گردی نہ تو جنگ کے میعار پر پورا اترتی ہے اور نہ ہی جہاد کہلانے کی مستحق ہے کیونکہ جنگ وجہاد کے کچھ متعین کردہ اصول ہوتے ہیں جن میں بربریت وسفاکی اور معصوم بے گناہوں کی قطعاً گنجائش نہیں ہے۔ اسلام امن وسلامتی والا دین ہے اور دوسروں کو بھی امن و عافیت کے ساتھ رہنے کی تلقین کرتا ہے۔ اسلام کے دین امن وسلامتی ہونے کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالی نے اپنے بھنے ہوئے دین کے لیے نام ہی "اسلام" (امن وسلامتی پسند کیا۔ جس طرح قرآن ومجید میں ارشاد ہے کہ۔

[12] Saḥrī, Inʿām al-Ḥaq Saḥrī, *Dehshatgardī: Aik Mukammal Mutālaʿah* (Lahore: Sang-e-Meel Publications, 1994), p. 50.

إِنَّ الدِّينَ عِندَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ [13]

ترجمہ: "بے شک اللہ کے نزدیک دین اسلام ہی ہے۔"

ایک اور مقام پر اللہ تعالی نے اسلام کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا ۔[14]

ترجمہ: "اور تمہارے لیے اسلام کو (بطور) دین پسند کیا۔"

اللہ تعالی نے اسلام کے ماننے والوں کا نام مسلمان" رکھا۔ یہ نا صرف قرآن مجید میں بیان کیا گیا ہے۔ بلکہ پہلی کتابوں میں کبھی ان کا نام مسلمان ہی ظاہر کیا گیا ہے۔ جس طرح قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

هُوَ سَمَّاكُمُ الْمُسْلِمِينَ مِن قَبْلُ وَفِي هذا [15]

ترجمہ: "اس (اللہ) نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے اس سے پہلے (کی کتابوں میں بھی اور اس (قرآن) میں بھی۔"

لہذا اپنے معنی کے اعتبار سے ہی اسلام ایک ایسا دین ہے جو خود بھی سراپا سلامتی ہے اور دوسروں کو بھی امن و سلامتی، محبت و رواداری، اعتدال و توازن اور صبر و تحمل کی تعلیم دیتا ہے۔ قرآن و حدیث میں اگر مسلم اور مومن کی تعریف تلاش کی جائے تو یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے نزدیک مسلمان صرف وہی شخص ہے جو تمام انسانیت کے لیے پیکر امن و سلامتی ہو۔ اور مومن صرف وہی شخص ہو سکتا ہے جو امن و آشتی، تحمل و برداشت، بقاء باہمی اور احترام آدمیت جیسے اوصاف سے متصف ہو۔ تو جس شخص میں یہ اوصاف نہیں پائے جاتے وہ مسلمان کیسے ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تو قرآن مجید میں فرمایا ہے۔

ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَافَّةً [16]

ترجمہ: "اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ۔

یہاں "السلم" کا معنی اسلام ہے۔ اور حضور کا فرمان اقدس ہے۔

المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده۔[17]

ترجمہ: "مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان سلامت رہیں۔"

لہٰذا کسی فرد کے اسلام لانے اور مسلمان ہو جانے کا مطلب سلامتی کے دروازے میں داخل ہو جانا ہے یہاں تک کے لوگ اس کے شر سے محفوظ ہو جائیں۔

---

[13] Al-Qurʾān, *Sūrah Āl-ʿImrān*, 3:19.

[14] Al-Qurʾān, *Sūrah al-Māʾidah*, 5:3.

[15] Al-Qurʾān, *Sūrah al-Ḥajj*, 22:78.

[16] Al-Qurʾān, *Sūrah al-Baqarah*, 2:208.

[17] Al-Qushayrī, Muslim ibn Ḥajjāj, *Ṣaḥīḥ Muslim* (Nīshāpūr: Dār al-Khilāfah al-ʿIlmīyah, 1330 AH), 1: 2722.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

"مسلمان مسلمان کا بھائی ہے وہ اس پر نہ تو ظلم کرتا ہے اور نہ اسے ذلیل کرتا ہے اور نہ ہی اسے حقیر سمجھتا ہے تقویٰ اور پرہیز گاری یہاں ہے (اور آپ ﷺ نے تین مرتبہ اپنے سینہ اقدس کی طرف اشارہ کیا) کسی مسلمان کے لیے اتنی برائی کافی ہے کہ وہ اپنے کسی مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے ایک مسلمان پر دوسرے کا خون اس کا مال اور اس کی عزت (و آبرو پامال کرنا) حرام ہے۔"[18]

حضرت ابو موسیٰ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

"ایک مومن دوسرے مومن کے لیے ایک (مضبوط) دیوار کی طرح ہے جس کا ایک حصہ دوسرے حصے کو مضبوط کرتا ہے اور (اس بات کی وضاحت کے طور پر) آپ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھوں کی اُنگلیاں ایک دوسرے میں ڈالی۔"[19]

مسلمانوں کی اخوت و محبت کو اُجاگر کرنے کے لیے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جسے حضرت نعمان بن بشیر روایت کرتے ہیں۔

"مومنین کی مثال ایک دوسرے پر رحم کرنے، دوستی رکھنے اور شفقت کا مظاہرہ کرنے میں ایک جسم کی طرح ہے چنانچہ جب جسم کے کسی بھی حصہ کو تکلیف پہنچتی ہے تو سارا جسم بے خوابی اور بخار میں اس کا شریک ہوتا ہے۔"[20]

مبحث پنجم: دینی صحافت اور فرقہ وارانہ ہم آہنگی: پاکستان میں دہشت گردی کے سدباب کے لیے دینی صحافت کا کردار

1. دینی صحافت اور فرقہ وارانہ ہم آہنگی

دینی صحافت کے متعلق عام تاثر یہ ہے کہ مروجہ اخبارات ورسائل کے مقابلے میں دینی جرائد ورسائل ملک میں فرقہ واریت اور مسلکی تشدد کو پروان چڑھا رہے ہیں۔ فروعی مسائل اور چھوٹی باتوں پر ایک دوسرے کو کافر قرار دیا جاتا ہے اور اسی کی آڑ میں نوجوانوں کو مشتعل کرکے دوسرے مکتب فکر کے راہنماؤں کو دینی فریضہ سمجھتے ہوئے بے دردی سے قتل کر دیا جاتا ہے۔ یہ متاثر محدود اور علاقائی ستے پر چلنے والے چند پرچوں کے متولی تو مان ہے کہ درست ہو لیکن مجموعی طور پر دینی سافت سے وابستہ رسائل و جرائد مالک و قوم کے اتحاد و اتفاق اور قومی یک جہتی کے لیے مصروف عمل ہیں۔ بریلوی مکتب فکر کے پرپہ ماہنامہ ضیائے حرم لاہور کے مطابق حکومت کے فرائض میں یہ شامل ہے کہ چاروں صوبوں میں فرقہ وارانہ ہم ہائی کے لیے کام کرے کیونکہ بعض لک دشمن عناصر دانستہ طور پر ملک کی سالمیت کو ان نقصان پہنچانے کی کوشش کر رہے ہیں ان کے ساتھ نرمی کا برتاؤ ہر گز نہ کیا جائے۔[21]

دیوبندی مکتب فکر کے پرچے ماہنادمہ ابلاغ کراکرانے پر تشدد ہنگاموں کے خلاف اپنے ادار دیر میں لکھا

---

[18]Al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismāʿīl, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī* (Mecca: Dār Ṭawq al-Najāh, 1422 AH), 1: 10.

[19] Nadwī, Nādir Salīm, "Munāfiqat kī Tārīkh," *Maḥnāmah Ẓiyāʾe Ḥaram* (Lahore), vol. 1, no. 10 (October 1984).

[20]Muftī Taqī ʿUsmānī, "Dhikr wa Fikr: Sāniḥah Karāchī," *Al-Balāgh*, vol. 1, no. 1 (January 1987), p. 2.

[21] Muḥammad Ḥusayn, "Mīrā Qurʾān Ḥakīm aur ʿUrūj wa Zawāl-e-Umam," *Tarjumān al-Qurʾān*, vol. 108, no. 3 (November 1987), p. 34.

"اس وقت کراچی میں شدید ہنگائے براہیں حالات نزاکت کے آخری مرحلے تک پہنچے ہوئے ہیں ملک کا سب سے بڑا اور بروقت شہر کراچی جسے پاکستان کا دل کہنا چاہئے کئی روز سے ویران پڑا ہے حکومت کو چاہئے کہ فسادات اور ہنگاموں کے خاتمہ کے لیے موثر اور فوری اقدامات کرے۔"[22]

ماہنامہ ترجمان القرآن لاہور نے فرقہ واریت کے متعلق لکھا کہ

"پوری تاریخ گواہ ہے کہ تفرقہ خاندانوں اداروں قوموں جماعتوں اور سلطنتوں کی بربادی کا باعث بنا ہے۔ فرقہ واریت کے سیلاب کی جو موجیں ہماری مسجدوں اور شریانوں میں دال ہو رہی ہیں نہیں روکنے کی کوشش ندگی تو کوئی سنی بنے گا اور کوئی شیعہ باقی رہ ہے گا۔"[23]

دینی سیافت جسے ہمارا مغرب زدہ طبقہ اہمیت نہیں زیادہ بجھتا ہے کہ شدو داشاعت والے ان پرجوں کی حیثیت اور اہمیت کیا ہے؟ حالانکہ صورت حال نہیں ہے۔ مختلف مکاتب فکر کے دینی رسائل کا مضبوط اور موثر اقرار ان کے ہم مسلک ائمہ کرام اور خطیب حضرات ہیں جو اپنی ملکی رسائی میں شائع ہونے والی تحریر کے ذریعے ہفتہ میں ایک بار جمعتہ المبارک کے روز اپنی مساجد میں نماز جمرہ کی ادائیگی کے لین آنے والے ہزاروں کی تعداد میں عوام الناس کو متاثر کرتے ہیں اس لیے حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ عام روزانہ اخبارات اور ہفتہ وار اور ماہانہ رسائل بھی دینی موضوعات پر اہتمام کے ساتھ تحریریں شائع کرنے لگے ہیں۔

2. پاکستان میں دہشت گردی کے سدباب کیلئے دینی صحافت کا تعارف اور کردار

پاکستان دنیا کی پہلی نظریاتی مملکت ہے اس کی اساس دینِ اسلام پر رکھی گئی ہے شعوری طور پر اس کی وجہ یہ ہے کہ اس میں رہنے والے دین سے لگاؤ رکھتے ہیں اور یہ بات سچ ہے کہ پاک سرزمین کے باسی دین کے معاملہ میں دیگر مسلم ممالک کے افراد سے زیادہ جذباتی ہیں صحافت جذبات کو اپیل کرنے کا نام ہے کوئی تحریک اس وقت تک کامیاب نہیں ہو سکتی جب تک کوئی قاری اس کو پڑھنے پر مجبور نہ ہو۔ پاکستان میں دینی اور مذہبی رسائل کی ایک کثیر تعداد شائع ہوتی ہے۔

"دراصل مذہبی رسائل یا جنہیں ہم دیی رسائل کہتے ہیں اس کا جو قارئین کا حلقہ ہے اس کی ایک بڑی تعداد مساجد کے خطباء اور ائمہ کی ہوتی ہے یوں کہہ لیں کہ اگر ایک رسالہ ایک ہزار کی تعداد میں شائع ہوتا ہے تو کم از کم نو سو رسائل یا کاپیاں مساجد سے تعلق رکھنے والوں کو پہنچتی ہیں یہ افراد جمعتہ المبارک کی تقریر میں ان موضوعات سے متاثر ہو کر اپنے خیال کا اظہار کرتے ہیں۔ اس طرح لوگوں کی ایک کثیر تعداد دینی رسائل و جرائد میں چھپنے والے نقطہ ہائے نظر سے متاثر ہوتی ہے البتہ چند دینی رسائل جیسا کہ تدبر، محدث، ضیائے حرم اسلام، البلاغ، الاعتصام، پیام عمل اور ترجمان القرآن کے قارئین کا حلقہ بلاواسطہ طور پر وسیع ہے۔"[24]

---

[22] Dr. Muḥammad Iftikhār Khokhar, "Farqawārānah Hum Āhangī mein Dīnī Ṣaḥāfat kā Kirdār," *Maḥnāmah Ẓiyā῾e Ḥaram* (Lahore), vol. 31, no. 11 (November 2001), p. 40.

[23] Al-Maudūdī, Abul A'lā, *Tarjumān al-Qur'ān* (Lahore: Maktabah Tarjumān al-Qur'ān,Vol: 3, P 35.

[24] Al-Maudūdī, Abul A'lā, *Tarjumān al-Qur'ān,* Vol: 3, P 68

دینی رسائل قیام پاکستان سے قبل اور بعد میں عوامی الناس پر اثرانداز ہوتے رہے ہیں قیام پاکستان سے پہلے ان سائل کی تعداد نہ ہونے کے برابر تھی جس کی ایک وجہ برٹش حکومت اور دوسری وجہ قدیم چھپائی کے طریقے تھے۔ قیام پاکستان کے بعد دوسرے شعبوں کی طرح دینی صحافت میں بھی ترقی ہوئی اور یہ سلسلہ ہنوز جاری ہے۔

جماعت اسلامی کے زیر اثر چھپنے والے رسائل نے نہ صرف دعوت و تبلیغ کے کام کو آگے بڑھایا بلکہ جماعت کے کارکنوں کی تعداد میں بھی خاطر خواہ اضافہ کیا۔ تحریک ختم نبوت کے دوران ملک بھی میں رائے عامہ کو ہموار کرنے میں دینی صحافت کا کردار نہایت اہم ہے۔ 1954ء سے قادیانیوں کو اقلیت قرار دیے جانے 1974ء تک بیس سالوں میں تمام مکاتب فکر کے رسائل قادیانیت کے رد اور اسلام کے تحفظ کے لیے لکھتے رہے جس کی وجہ سے قادیانیوں کو بالآخر اپنے آپ سے اسلام کا لیبل اتارنا پڑا دینی رسائل و جرائد کے مقام کے حوالے سے تمام مکاتب فکر کے رسائل عمومی طور پر بین الاقوامی مسائل کے سلسلہ میں قریب قریب ایک جیسی رائے رکھتے ہیں چونکہ عوام کا شعور بھی بیدار ہو رہا ہے جس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ محض اختلافی مسائل پر لکھے جانے والے رسائل کی تعداد میں بتدریج کمی ہوتی جارہی ہے۔

1. چند اہم دینی رسائل کا تعارف

پاکستان ایک نظریاتی اسلامی ملک ہے یہاں پر مختلف مکاتیب فکر کے کئی ایک رسائل شائع ہوتے ہیں جن میں مختلف علماء اپنا نقطہ ہائے نظر بیان کرتے ہیں اور اپنے علمی اور تحقیقی موضوعات سے عوام الناس کو بہرہ ور فرماتے ہیں جو کہ ان کا ملت اسلامیہ پر بہت بڑا احسان ہے کہ وہ اپنے قیمتی وقت میں سے ان تحقیقی مقالہ جات کے لیے وقت نکالتے ہیں اور ان میں اعلیٰ پائے کے علماء شامل ہوتے ہیں۔ ذرائع ابلاغ کی ترقی کی وجہ سے ان رسائل کی تعداد میں خاطر خواہ اضافہ ہوا ہے ان میں سے زیادہ تر رسائل بہت کم تعداد میں شائع ہوتے ہیں۔ اور ان کا حلقہ اثر محدود ہے تاہم چند رسائل ملک گیر شہرت کے حامل ہیں اور کم و بیش چاروں صوبوں میں ان کے قارئین موجود ہیں پاکستان میں شائع ہونے والے مختلف نقطہ ہائے نظر کے رسائل کا مختصر جائزہ پیش کیا جارہا ہے۔

i. ماہنامہ "البلاغ" جامعہ دارالعلوم کراچی کا ترجمان

جامعہ دارالعلوم کراچی کا ترجمان یہ رسالہ مفتی محمد تقی عثمانی کی زیرادارت شائع ہوتا ہے اس کے نگران مفتی محمد رفیع عثمان ہیں۔ اس رسالہ میں عموماً چند مسلکی اکابرین کی تحریریں شامل کی جاتی ہیں۔ دیوبندی علماء کے تبلیغی دورے ملکی اور غیر ملکی قسط اور شائع کیے جاتے ہیں۔ دارالعلوم کراچی کے حالات و واقعات پر مضامین ملتے ہیں۔ یہ رسالہ بین الاقوامی سیاسی مسائل کے بارے میں شاذ و نادر ہی لکھتا ہے۔ ملکی مسائل کے حوالہ سے ایک آدھ مضمون شائع ہوتا ہے یہ رسالہ جہاد بالسیف کی بجائے جہاد بالقلم کی پالیسی پر گامزن ہے۔

ماہنامہ "مجلہ الدعوۃ" لاہور پاکستان

یہ مجلہ مسلک اہل حدیث کا ترجمہ ہے اس کے موجودہ مدیر قاضی کاشف نیاز ہیں جبکہ پروفیسر حافظ محمد سعید اس کے نگران ہیں۔ یہ رسالہ 4 لیک روڈ چوبرجی لاہور سے شائع ہوتا ہے۔ اس کی سرکولیشن تقریباً پچاسی ہزار ہے۔

"دنیائے صحافت میں دعوت و جہاد کی موثر آواز" اس رسالہ کا ماٹو ہے اس رسالہ کے اہم موضوعات میں مسئلہ کشمیر بنیادی اہمیت کا حامل ہے۔ یہ یہود و نصاریٰ کی اسلام کے خلاف ریشہ دوانیوں کو بے نقاب کرتا رہتا ہے۔ مسلمانوں کو پستی کی حالت سے نکالنے کے لیے جہاد کی طرف مراجعت کی ترغیب دیتا ہے۔ ملکی مسائل کے حوالے سے مجلہ کا نقطہ نظر نہایت واضح ہے اور اس کی تعلیمات میں قرآن و سنت کی پیروی بنیادی بات ہے۔

ii. ہفت روزہ "الاعتصام" لاہور

گزشتہ 72 سال سے شائع ہونے والا مسلک اہل حدیث کے ترجمان اس رسالہ کے بانی محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی تھے۔ اس کے موجودہ مدیران شیخ الحدیث حافظ ثناء اللہ مدنی، مولانا اسحٰق بھٹی اور مولانا ارشاد الحق اثری ہیں۔ یہ رسالہ 31 شیش محل روڈ لاہور سے شائع ہوتا ہے اس رسالہ میں عام طور پر دینی مسائل کا اہلحدیث نقطہ نظر بیان کیا جاتا ہے عموماً علمی مضامین بھی شائع ہوتے ہیں کسی شمارہ میں ملکی مسائل کے حوالے سے بھی تحریر مل جاتی ہے۔

iii. ماہنامہ "المنتظر" لاہور

شیعہ نقطہ نظر کا حامی یہ رسالہ موزہ علمیہ جامعۃ المنتظر ایچ بلاک ماڈل ٹاؤن لاہور سے شائع ہوتا ہے۔ حافظ سید ریاض حسین نجفی اس کے نگران ہیں۔ مولانا سید ارشد جعفری اس کے مدیر و منتظم ہیں۔ ایڈیٹر سید عباس شیرازی ہیں۔ یہ رسالہ عصر حاضر کے مسائل سے بحث نہیں کرتا اس میں صرف شیعہ مکتب فکر کی وضاحت اور تاریخ سے متعلق مضامین شائع کیے جاتے ہیں۔ یہ رسالہ گزشتہ 59 سال سے شائع ہو رہا ہے اس رسالہ میں دوسرے مسالک کے بارے میں طعن و تشنیع کا طریقہ اختیار نہیں کیا جاتا ہے بلکہ صرف اپنا نقطہ نظر بیان کر دیا جاتا ہے۔

iv. ماہنامہ ترجمان القرآن

ابتدا میں ترجمان القرآن مختلف ناموں سے شائع ہوتا رہا ہے اور بعد میں مولانا مودودی کی سرپرستی میں اب تک اس کا نام ترجمان القرآن ہی ہے۔ یہ تقریباً 148 سالوں سے آئینہ کے مودودیت کی ترجمانی کر رہا ہے۔ اس میں مختلف دانشوروں کے تحقیقی اور علیم مضامین شائع ہوتے ہیں۔ اس میں قرآن فہمی اور حدیث کو سیکھنے کو آسان کر دیا ہے۔ یہ اختلاف سے مبرا ہے۔ اس میں سیاسی معاشی معاشرتی اور ملکی حالات کو بھی زیرِ بحث لایا جاتا ہے۔ یہ قرآن کے ساتھ جدید موصوعات کا تقابل بھی کیا جاتا ہے۔ یہ پاکستان کے بننے سے پہلے حیدرآباد اور پھر پٹھان کوٹ اور پھر لاہور سے شائع ہو رہا ہے۔ اس کے قارئین کے حلقہ بہت وسیع ہے اور اس کو پڑھنے والے ہزاروں کی تعداد میں ہیں۔ مدیر پروفیسر خورشید احمد اور نائب مدیر مسلم مسیجاد ہیں۔ اور یہ 5۔ اے ذیلدار پارک اچھرہ لاہور سے شائع ہوتا ہے۔

v. ماہنامہ ضیائے حرم

50 سال سے شائع ہونے والا ماہنامہ ضیائے حرم بریلوی کتب فکر کا ترجمان ہے۔ اس میں علمی تحقیقی، موضوعات پر بحث کی جاتی ہے۔ اس کے موسس ضیاالامت پیر محمد کرم شاہد الازہری رحمۃ اللہ علیہ اور مدیر اعلیٰ پیر محمد امن الحسنیات شاہ ہیں۔ ضیائے حرم بھیرہ شریف ضلع سرگودھا سے شائع ہوتا ہے۔ اس کی اشاعت تین ہزار کے قریب ہے۔

vi. "ضیاء الاسلام" لاہور

یہ رسالہ بریلوی کتب فکر کی نمائندگی کرتا ہے اور اس میں مسلم اُمہ کے سیاسی، معاشی اور مذہبی مسائل کو موضوع بحث بنایا جاتا ہے۔ شہباز احمد چشتی اس کے چیف ایڈیٹر ہیں بلال گنج لاہور سے 15 سال سے شائع ہو رہا ہے۔

vii. طلوع اسلام

طلوع اسلام 73 سال سے لاہور سے شائع ہو رہا ہے۔ اس میں قرآن کے مختلف موضوعات پر بحث کی جاتی ہے۔ یہ کسی خاص مکتب فکر کی نمائندگی نہیں کرتا۔ اس کے ایڈیٹر محمد سلیم اختر ہیں۔

viii. ماہنامہ "عرفات" لاہور

ماہنامہ عرفات گڑھی شاہو لاہور جامعہ نعیمیہ سے شائع ہوتا ہے۔ اس کے موجودہ مدیر اعلیٰ ڈاکٹر محمد عارف نعیمی یہ ماہنامہ گزشتہ 64 سال سے شائع ہو رہا ہے اور بریلوی مکتب فکر کی نمائندگی کرتا ہے اس ماہنامہ میں عام طور پر مسلکی موضوعات کے ساتھ ساتھ ملکی اور بین الاقوامی

مسائل کو زیرِ بحث لایا جاتا ہے دوسرے مسالک کے اکابر علماء کے اہم مضامین بھی اس میں شائع ہوتے ہیں مجلہ میں عام طور پر ایک آدھ مضمون انگریزی میں بھی لکھا ہوا ملتا ہے۔

ix. سہ ماہی فکر و نظر

یہ رسالہ 59 سال سے شائع ہو رہا ہے فکر و نظر اسلامی حدود کے اندر آزادی اظہار کا حامی ہے فکر و نظر میں لکھنے والے مختلف مکتب فکر سے تعلق رکھنے والے ہیں۔ اس میں خصوصی طور پر فقہی مسلک کا التزام اور تصوف اور مصنفین کی خدمات اور اسلام کے حقائق کا برملا اظہار کیا جاتا ہے۔ اور مقالہ نگاری کی آرا کو لکھا جاتا ہے۔ خواہ اس سے ادارہ متفق ہو یا نہ ہو۔ اس کے مدیر ڈاکٹر صاحبزادہ ساجد الرحمٰن ہیں۔ شعبہ مطبوعات ادارہ تحقیقات اسلامی بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد۔ تقریباً اس کی اشاعت 5 ہزار کے قریب ہیں۔

x. ماہنامہ محدث

ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ ہے اور اہل حدیث مکتب فکر کی ترجمانی کرتا ہے۔ اس میں ملکی حالات کو زیادہ اہمیت دی جاتی ہے۔ یہ عرصہ 38 سال سے شائع ہو رہا ہے اور اس کے مدیر اعلیٰ حافظ عبد الرحمٰن مدنی ہیں۔ اور اس کی اشاعت 3500 کے قریب ہے مجلس التحقیق الاسلامی 99۔ جے ماڈل ٹاؤن لاہور سے شائع ہوتا ہے۔

xi. ماہنامہ منہاج القرآن

ماہنامہ منہاج القرآن عرصہ بیس سال سے شائع ہو رہا ہے یہ بریلوی مکتب فکر کی نمائندگی کرتا ہے۔ اس میں مختلف علمی موضوعات پر تحقیقی مقالات اور فتاوٰی نویسی اور مسلمانوں کے حالات کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔ اور اس میں تحریک منہاج القرآن کے نقطہ نظر اور اس کی سرگرمیاں بھی تحریر کی جاتی ہیں۔ اس کے ایڈیٹر محمد سلیم دانش اور اس کے بانی ڈاکٹر محمد طاہر القادری ہیں۔
یہ 365 ایم ماڈل ٹاؤن منہاج القرآن لاہور سے شائع ہوتا ہے اس کی اشاعت تقریباً پانچ ہزار کے قریب ہے اس میں قادیانیت کے رد کے لیے ہست موضوعات شائع ہوتے ہیں۔

xii. ماہنامہ میثاق

55 سال سے شائع ہونے والا یہ رسالہ قرآن کے موضوعت اور حقیقت دین کا ترجمان ہے۔ اس کے مدیر ڈاکٹر اسرار احمد ہیں۔ اور یہ مکتبہ خدام القرآن لاہور سے شائع ہوتا ہے۔ ڈاکٹر اسرار احمد کا تحقیقی اور علمی مضمون ضرور شائع ہوتا ہے۔ اور اس میں اختلافی مسائل سے اجتناب کیا جاتا ہے۔

خلاصہ بحث

پاکستان میں دہشت گردی کے سدباب کے لیے دینی صحافت کا کردار انتہائی اہم رہا ہے۔ دینی رسائل، جرائد، اور میڈیا پلیٹ فارمز نے اسلامی تعلیمات کی روشنی میں دہشت گردی کی مذمت کی اور فرقہ وارانہ ہم آہنگی کو فروغ دیا۔ مذہبی صحافت کے ذریعے عوام کو دہشت گردی کے حقیقی اسباب اور اس کے خلاف اسلامی احکامات سے آگاہ کیا گیا، جس سے انتہاپسندی کے بیانیے کو کمزور کرنے میں مدد ملی۔ یہ تحقیق اس نتیجے پر پہنچتی ہے کہ دینی صحافت نہ صرف دہشت گردی کے خلاف ایک فکری محاذ کے طور پر کام کر رہی ہے بلکہ معاشرتی امن و امان کے قیام میں بھی اہم کردار ادا کر رہی ہے۔ اس کے ذریعے عوامی شعور میں اضافہ ہوا ہے، اور انتہاپسند نظریات کے خلاف ایک مثبت بیانیہ تشکیل پایا ہے، جو پاکستان میں دیرپا امن کے قیام کے لیے ناگزیر ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Bibliography / کتابیات

- Al-Ẓūn, Ilyās. *Al-Qāmūs al-ʿAṣrī.* Vol. 6. Cairo: Al-Maktabah Al-ʿAṣrīyah, 1962.
- Khushbagī, Muḥammad ʿAbdullāh Khān. *Farhang Āmirah.* Karachi: Times Press, 1957.
- Majmūʿah Lughāt ʿArabīyah. Vol. 2. Allahabad: Maṭbaʿ Nūr al-Abṣār, 1877.
- Khwājah, ʿAbd al-Ḥamīd. *Jāmiʿ al-Lughāt.* Vol. 3. Lahore: Malik Dīn & Sons, 1962.
- Webster's New World Dictionary of American English. 3rd ed. New York: Webster's, n.d.
- Oxford Concise Dictionary of Politics. Oxford: Oxford University Press, 1994.
- Saḥrī, Inʿām al-Ḥaq. *Dehshatgardī: Aik Mukammal Mutālaʿah.* Lahore: Sang-e-Meel Publications, 1994.
- Al-Qushayrī, Muslim ibn Ḥajjāj. *Ṣaḥīḥ Muslim.* Nishā pūr: Dār al-Khilāfah al-ʿIlmīyah, 1330 AH.
- Al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismāʿīl. *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī.* Mecca: Dār Ṭawq al-Najāh, 1422 AH.